Department of Islamic Studies 15/07/2021
M.A.Islamic Studies Semester I, Paper MIS-103
Topic: Siha-e- Sitta ka Taaruf.
Dr.Mohd AkramRaza

صحاح ستہ کا تعارف

خدائی تعلیم وہدایت کا جو قیمتی سرمایہ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو ملا، اس کے دو حصے ہیں: ایک کتاب اللہ جو لفظاً و معنیً کلام اللہ ہے، دوسرے آپ کے وہ ارشادات اور آپ کی وہ تمام قولی و عملی ہدایات وتعلیمات، جو آپ نے اللہ کے نبی ورسول، اس کی کتاب کے معلم وشارح اور اس کی مرضی کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے امت کے سامنے پیش کی ہیں، جن کو صحابہ کرامؓ نے بلا کم وکاست بعد والوں کو پہنچایا اور بعد والوں نے اس کو پورے سلسلۂ روایت کے ساتھ کتابوں میں محفوظ کر دیا۔ آپ کی تعلیمات وہدایات اور فرمودات وارشادات کے اس حصے کا عنوان حدیث اور سنت ہے۔

قرآن کریم کے بعد شریعت کا سب سے بڑا اور اہم ماخذ حدیث پاک ہے۔ حدیث کو اسلام میں ہمیشہ اساسی اور بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے اور ہر زمانے میں علماء کی ایک بڑی تعداد نے اس کی چھان پھٹک، ترتیب وتہذیب اور نشر واشاعت میں خصوصیت سے حصہ لیا؛ کیوں کہ قرآن کریم کی تفہیم وتفصیل حدیث پاک ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ عقائد کی گرہیں بھی اسی سے کھولی جاتی ہیں، فقہ کی سند بھی اسی سے لی جاتی ہے۔ بہ قول علامہ سید سلیمان ندوی ؒ ''اسلامی علوم میں قرآن کریم دل کی حیثیت رکھتا ہے تو حدیث پاک شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء وجوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتی رہتی ہے۔'' (مقدمہ تدوین حدیث)

خلاصہ یہ کہ حدیث کے بغیر اسلام کا کوئی موضوع مکمل نہیں ہو سکتا؛ اس لیے محدثین نے حد درجہ حفاظت حدیث کا اہتمام کیا اور اس کے لیے نہایت قیمتی اصول وضع کیے اور اپنی پوری محنت، قابلیت اور اخلاص وعقیدت کے ساتھ اس کی ایسی خدمت کی کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی قدیم روایات واسناد اور مذہبی سرمایہ کی حفاظت کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔

ابو محمد ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اتصالِ سند کے ساتھ ثقات کا ثقات سے نقل، ایسی خصوصیت ہے جس سے اللہ پاک نے صرف اہل اسلام کو سرفراز فرمایا ہے، دیگر اقوام و ملل اس سے تہی دست ہیں۔'' (الفصل فی الملل والاہواء والنحل ۲/۸۲)

حافظ ابو علی جیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تین چیزیں ایسی ہیں جو اللہ پاک نے خصوصیت کے ساتھ اس امت کو عطا کی ہیں۔ اس سے پہلے کسی کو یہ نہیں دی گئی ہیں: (۱) اِسناد (۲) انساب (۳) اِعراب'' (منہج النقد ص ۳۶)

محدثین کی گراں قدر کوششوں اور حدیث کی حفاظت و اشاعت کی خاطر اپنے آپ کو گھلا دینے کا نتیجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرمودات کے قابلِ قدر مجموعے اپنی اصل اور حقیقی شکل میں امت کے ہاتھ میں موجود ہیں۔

فنی طور پر حفاظتِ حدیث کا آغاز عہدِ صحابہ میں ہی ہو گیا تھا؛ چنانچہ صحابہٴ کرامؓ روایت حدیث میں کئی قوانین اور اصول کا لحاظ رکھتے تھے؛ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامة الصحابہ تقلیلِ روایت پر ہی کاربند تھے، جدہ کی میراث کے سلسلے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھٹا حصہ دینے کو نقل کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ''؟ جس پر محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر حضرت مغیرہؓ کی تائید فرمائی (بخاری، باب قصہ فاطمہ بنت قیس) اس سے عہدِ صحابہ میں روایت کے سلسلے میں احتیاط کا پتہ چلتا ہے؛ بلکہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے تو بعض کبارِ صحابہؓ کے بارے میں شواہد کے ساتھ یہ بات نقل کی ہے؛ چناں چہ ذہبی رحمہ اللہ حضرت ابو بکرؓ کے ترجمے میں کہتے ہیں: ''وکان أول من احتاط فی قبول الأخبار'' حضرت عمر بن الخطابؓ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''وہو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل وربما کان یتوقف فی خبر الواحد اذا ارتاب'' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں رقم طراز ہیں: ''کان اماما عالما متحریا في الأخذ بحیث أنہ یستحلف من یحدثہ بالحدیث'' (تذکرة الحفاظ ص ۱۰)

دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد قرن ثانی کے آغاز میں احادیث کو باضابطہ مدون کرنے کی سرکاری اور غیر سرکاری کوششیں ہوئیں۔ جرح و تعدیل اور نقدِ رجال کے قوانین پر احادیث کو پرکھا جانے لگا۔ تیسری صدی تدوینِ حدیث کا سنہرا دور ہے، جس میں امیر المومنین فی

الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری ؒ نے صحیح احادیث کا عظیم مجموعہ مرتب کیا اور باقی اصحابِ ستہ نے بھی اسی نہج پر کتابیں مرتب کیں۔ ان کے علاوہ بھی مختلف معاجم، مسانید، سنن اور مستخرجات و مؤلفات وجود میں آئیں؛ لیکن ان تمام کتب روایت میں شہرت وقبولیت کے اعتبار سے جو مقام و مرتبہ اصولِ ستہ کے حصے میں آیا وہ اور کتابوں کو نصیب نہ ہو سکا، ان ہی اصولِ ستہ کو علماء ہند کی اصطلاح میں ''صحاح ستہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (وَلَا مشَاحَةَ فِي الِاصْطِلَاحِ)۔